ادارہ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

سبق نمبر (17)

زیرِ تدریس خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز الافتاء والارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

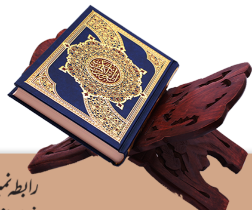

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993

بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

۴۔مقاصد میں وجہ اعجاز

قرآن کریم کسی فوق الفطرت مسئلے کو موضوع نہیں بناتا اس کے مباحث ہمیشہ انسان کی عملی زندگی سے متعلق ہوتے ہیں ان میں معاش و معاد کی اصلاح اوردنیا وآخرت کی فلاح ونجاح کے سبق ہوتے ہیں مسئلہ نبوت کو ہی لیجئے یہ خدا اور دوسرے بنی آدم کے مابین ایک برزخی مقام ہے جس کی کنہ امت کی فکری پرواز سے بالا ہے یہاں مسئلہ ذات سے نکل کر صفات میں آجاتا ہے اورقرآن کریم نبوت کا تعارف ذات کی بجائے اس کی صفات سے کراتا ہے ان صفات کاتعلق نسل آدم کی ہدایت اورفلاح سے ہے:۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولاً من انفسھم
یتلو علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔

(پ۴آل عمران۱۶۴)

یہاں نبوت کی حقیقت پر بحث کرنے کی بجائے اس تعلق اور رابطے کو بیان کیا جارہاہے جو نبی اور امت کے مابین ہونا چاہیے۔نبوت کا تعارف ذات کی بجائے صفات سے ہورہاہے پھرنبوت تو ہمارے لیے غیرمدرک بالکنہ ہے لیکن نبی کی ذات محسوسات میں پوری طرح عیاں ہے قرآن پاک ویدوں کی طرح ایسی ربانی ہستیاں تجویزنہیں کرتا جن کا محسوسات میں کوئی تعین ہی نہ ہوسکے۔قل انما انا بشر مثلکم کے بعدنبوت کا امتیاز یوحی الی کی صفت سے قائم کیا جاتا ہے۔کنہ نبوت کوموضوع بحث نہیں بنایا جاتا ہے آگے اعتقادی اصلاح کے لیے الٰھکم اللہ واحد کے بعدفوراً عملی زندگی پرمتوجہ کردیا جاتا ہے۔فلیعمل عملاً صالحاً اوروہ بھی اس لیے کہ عقیدہ توحید کا اثرعملی زندگی پربھی ضرور پڑنا چاہیے۔

قرآن پاک اپنے مقاصد کو ہرموضوع میں عزیز رکھتا ہے یہ قرآن کی وہ شانِ اعجاز ہے جس کے سامنے ویدوں اوراوستا کے تمام فوق الفطرت اوراُلجھے ہوئے مباحث یکسر

دورۃ القرآن الکریم و علومہٖ ہرجمعہ صبح 9:00تا11:00 بمقام: مسجدِ اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

ماند پڑ جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں جہاں کہیں کائنات کے بارے میں کچھ بتایا گیا ہے۔ یا زمین و آسمان اور شمس وقمر کے کچھ حالات مذکور ہیں وہاں یہ مراد نہیں کہ کائنات کی حقیقت اور زمین و آسمان کی ہیئت وحرکت وغیرہ کے متعلق تحقیقی اور عملی معلومات مہیا کیے جائیں قرآن ان مباحث کو اگر موضوع بنالے تو اپنے مقاصد سے نکل جائے گا۔قرآن کریم ان چیزوں کو اگر کہیں ذکر کرتا ہے تو ان سے استدلال کر کے انسانی ذہن کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس میں اس دنیا کے لیے راہ عمل ہے اور اس میں آخرت کی فلاح موعود ہے۔

روح کے متعلق پوچھا گیا تو قرآن کریم نے اس کی حقیقت پر بحث کرنے کی بجائے اس کے متعلق انسانی علم کی کمزوری کو انسانی بے چارگی اور درماندگی کی دلیل بنایا ہے۔ سوال کے متعلق اتنی بات ہی کہی قل الروح من امر ربی اور پھر اپنے مقصد کو یوں بیان کردیا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔

یہ بات قرآن کریم کا ایک معجزہ ہے کہ اس کے مضامین بیشتر مقامات پر ان کائناتی چیزوں کو چھوتے ہوئے گزرتے ہیں اور معاش و معاد کی فلاح ونجاح کے لیے ان سے سبق لیا جاتا ہے لیکن ان ضمنی تذکروں میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی ہے جسے بعد کی سائنسی معلومات اور انسانی تحقیقات نے غلط ثابت کردیا ہو۔قرآن ان کائناتی حقیقتوں سے اس طرح گزرتا ہے کہ آج کے لوگ اور آج سے ہزار سال پہلے کے نظریات کے لوگ ان تذکروں سے برابر کے لطف اندوز ہوتے ہیں ان ضمنی بیانات سے جس طرح وہ ذہن مطمئن تھے جو فلسفہ یونان کے دلدادہ تھے اسی طرح آج کے وہ لوگ بھی جو سائنسی اکتشافات اور مادی تحقیقات میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔قرآن کے کائناتی تبصروں پر انگلی نہیں رکھ سکتے۔ انسانی تحقیقات کہاں سے کہاں نکل جائیں لیکن قرآنی بیانات اور قرآنی دلائل پہلے سے بھی زیادہ روشن ہوتے چلے جائیں گے۔قرآن پاک کی یہ شانِ اعجاز ہے کہ وہ کائناتی حقیقتوں کو اس انداز میں چھوتا ہے کہ کسی دور کی کوئی تحقیق اس کے خلاف نہیں پڑتی اور اس پر جتنا غور کیا جائے یہ یقین اور بڑھتا جاتا ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔

قرآن ایک دعوت عمل ہے یہ فلسفے کا الجھاؤ نہیں وہ زندگی کے مسائل کو افراد کی بجائے اصولوں میں پیش کرتا ہے۔ خلافت نبوت پر غور کیجیے قرآن عزیز اسے کسی خاص نسل و

رنگ سے وابستہ کرنے کی بجائے ایمان اور عمل صالح پر مبنی قرار دیتا ہے۔ (وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض۔ (پ۱۹ النور۵۵) اور پھر اس منصب امامت کو کسی ایک خاندان میں محدود رکھنے اور فوق الفطرت اسرارِ الٰہیہ کے روپ میں پیش کرنے کی بجائے وہ مقاصد خلافت کو پیش کرتا ہے جن پاک انسانوں کے ہاتھوں یہ مقاصد پورے ہوں وہ صحیح معنوں میں منصب امامت پر فائز مانے جائیں گے۔ خلافت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ یہ خلفاء کرام خدا کی زمین میں اسلام کا رعب و دبدبہ اور حق کی حکومت قائم کر کے انسانیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں خلفاء راشدینؓ خدا کے قانون کو نافذ کر کے اس کے جلال و جمال کے مظہر بنیں۔ قرآن عزیز خلافت کی ذات سے بحث کرنے کی بجائے خلافت کا تعارف اس کی صفات اور اس سے برآمد ہونے والے نتائج سے کراتا ہے۔ یہ مقاصد کے اعتبار سے قرآن کی شان اعجاز ہے۔

۵۔ اخبار بالمغیبات

آنحضرت ﷺ نے قرآنی ارشاد کی روشنی میں اعلان فرمایا کہ علم غیب اللہ رب العزت کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللّٰہ.

(پ۲۰، النمل ۶۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو. (پ۷ الانعام ۵۹)

ترجمہ: اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو اس کے سوا کوئی جاننے والا نہیں۔

آنحضرت ﷺ کا نہ اپنا یہ دعویٰ تھا کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ آپ نے کہانت یا عرافت کے کہیں تجربات کیے تھے بلکہ اپنے دائرہ ارشاد میں ہمیشہ ان باتوں سے نفرت دلاتے رہے۔ آپ کی سیرت طیبہ میں رمل و نجوم کی کہیں کوئی آلائش نہیں ملتی۔

ان واقعات کی روشنی میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کئی وقائع ماضیہ اور کئی آئندہ ہونے والی باتوں کی خبریں دیں اور یہ وہ امور تھے جن کا علم آنحضرت ﷺ کو علم غیب، کہانت، عرافت، رمل یا جفر یا نجوم وغیرہ کسی طریق سے حاصل نہ تھا لیکن جب وہ اخبار غیبیہ حرف بحرف پوری ہوئیں تو اس سے پتہ چلا کہ ان سب خبروں

کی بنیاد علم وحی پر تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جن جن مغیبات کی خبر دی آئندہ کے اکتشافات اس کے کسی پہلو کو غلط ثابت نہ کر سکے اور جو کچھ آئندہ کے لیے بتایا گیا حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔

مثلاً خبر دی گئی:۔

الٓمّٓ o غُلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون o فی بضع سنین o (پ۲۱ الروم)

ترجمہ: قریب کے ملک (فارس) میں رومی مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر اہل فارس پر غالب آجائیں گے۔ یہ نو سال کے اندر ہو کر رہے گا۔

لغت اور حدیث میں لفظ بضع کا اطلاق تین سے نو تک پر ہوا ہے ہم نے ترجمہ میں نو کی صراحت کردی ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمانوں کی طرف سے اس کے ظہور کی مدت چھ سال مقرر کی تھی پھر حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس میں ترمیم کر کے نو سال کی شرط قائم کی (دیکھیے مستدرک حاکم جلد۲ تفسیر سورۃ الروم)

عجم پر رومیوں کے غالب آنے کے متعلق جس امر کی خبر جتنے زمانہ کے ساتھ مقید کر کے قرآن نے پیش کی حرف بحرف پوری ہو کر رہی۔ عین بدر کے دن جب مسلمان فتح و نصرت کی خوشیاں منا رہے تھے یہ خبر پہنچی کہ رومی اہل کتاب دوبارہ ایران کے مجوسیوں پر غالب آگئے ہیں رومیوں کی مغلوبیت بعثتِ نبوی ﷺ کے پانچ سال بعد واقع ہوئی تھی اس کے بعد ٹھیک نو سال کے اندر اندر قرآن کریم کی مذکورہ پیش گوئی چمکتے ہوئے آفتاب کی صورت میں صداقت کے مطلع اعجاز سے چمکی۔ آنحضرت ﷺ کا غیب کی ایسی خبریں دینا اور پھر ان سب کا حرف بحرف پورا اترنا قرآن کریم کی ایک مستقل وجہ اعجاز ہے۔

گبن اپنی مشہور کتاب ”تاریخ زوال روما“ کی تیسری جلد میں لکھتا ہے:۔

> محمد (ﷺ) نے ایرانی فتوحات کے عین شباب میں پیشگوئی کی کہ چند سال کے اندر اندر رومی جھنڈے دوبارہ فتح کے ساتھ بلند ہوں گے جب یہ پیش گوئی کی تو اس وقت اس سے زیادہ بعید از قیاس کوئی بات نہیں کہی جاسکتی تھی۔ (تاریخ زوال روما)

جب یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی تو حضرت صدیق اکبرؓ جنہوں نے

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ — ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 — بمقام: مسجد اختر، گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
www.HazratFerozMemon.org — بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa

مسلمانوں کی طرف سے مشرکین کے ساتھ پیمان باندھا تھا اوراس کے پورا ہونے پر قسم اٹھائی تھی پھولے نہ سماتے تھے اورمدینہ کے بازاروں میں بلندآواز سے الٓمٓo غلبت الروم فی ادنیٰ الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون کی تلاوت کرتے گزرتے تھے۔

۶۔اثرات میں وجہ اعجاز

قرآن کریم ایک ایسے زمانے میں نازل ہوا جب کہ ساری دنیا ایک عجیب روحانی سکتے کی حالت میں تھی اورآنحضرت ﷺ ایک ایسے ملک میں مبعوث ہوئے جہاں کوئی باقاعدہ تمدن نہ تھا اس قوم کے پاس کوئی تہذیبی ورثہ بھی نہ تھا لیکن قرآن پاک نے ایک نہایت قلیل عرصے میں ایک ایسا محیر العقول انقلاب پیش کیا کہ عوام وخواص، حکماء وخطباء، فصحاء و بلغاء بڑے چھوٹے جوان بوڑھے آقا و غلام بدوی وشہری سب اس ریلے میں بہہ گئے اورقرآن نے ہرایک کے دل میں اس کے ظرف اورمزاج کے مطابق وہ تبدیلی پیدا کی کہ صدیوں کے بھٹکے ہوئے خدا کی راہ پر چل نکلے، جو بت پرست تھے بت شکن ہوگئے۔ حمیت و وحشت کی جگہ صبر وتحمل آگیا، بربریت کی جگہ فکر وتدبر نے لے لی اور پشتینی عداوتوں سے لبریز سینے چند سالوں کے اندر پیغام رحمت بن گئے۔ اتنے قلیل عرصے میں اتنے عظیم اثرات اور ہر کہ و مہ پر اتنی روشن انقلابی تاثیرات قرآن کریم کی شانِ اعجاز کے وہ تاریخی شواہد ہیں کہ کوئی مبصرانہیں عادی اور مادی اسباب کے تحت تصور نہیں کرسکتا۔

۷۔عدیم النظیر تحفظ میں شانِ اعجاز

انسانیت کی پوری تاریخ میں اگرکوئی کتاب اتنی ضخامت کے باوجود ابتدائے ظہور سے آخرتک ایک جم غفیر کے سینوں میں محفوظ رہی ہے تو وہ صرف قرآن کریم ہے جس طرح اس مقدس کتاب نے علم و ادب کے بڑے بڑے نمائندوں کو اپنی نظیر پیش کرنے سے عاجز کردیا۔ اسی طرح اس کی بے مثل حفاظت بھی تاریخ کو اپنی مثال پیش کرنے سے عاجز کرتی ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کی پیشگوئی تاریخ کے ہر دور میں داد تصدیق حاصل کرتی رہی ہے اورآج بھی ربع مسکوں کا کوئی ایسا قطعہ نہ ہوگا جہاں اس امانت الٰہیہ کا کوئی نہ کوئی امین موجود نہ ہو۔ آپ کو ہر جگہ قرآن کے کئی کئی حافظ ملیں گے۔